ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیان بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۱۵ | دار الامن و الامان قادیان - ۲۴ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۴ جلد ۵)

صحابہ کے وارث ہم قرآن اور حدیث کے مغز کے وارث تو ہم ہی ٹھہرے۔

باقی رہی یہ بات کہ لکھا ہوا ہے کہ مسیح نازل ہوگا پس یاد رہے کہ نزول کا لفظ کسقدر وسیع ہے۔ نزیل مسافر کو بھی کہتے ہیں ماسوا اس کے اصل بات یہ ہے جس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری زمانہ کا علم دیا گیا تھا۔ آپ نے اس علم کے موافق دو بروز نزول کی خبر دی تھی اہل اللہ اس بات کے قایل ہیں کہ مراتب وجود دوری ہیں میں اس کو مانتا ہوں قرآن شریف سے یہی مستنبط ہوتا ہے صوفیائے کرام اس کو مانتے ہیں کہ کسی گذرے ہوئے انسان کی طبیعت خو۔ اخلاق ایک اور میں آتے ہیں انکی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص قدم آدم پر ہے یا قدم نوح پر ہے اس کو بعض بروز نہی بولتے ہیں انکا مذہب یہ ہے کہ ہر زمانے کے لئے بروز ہے جیسے ہابیل کا بروز شیث علیہ السلام تھے اور یہ پہلا بروز تھا۔ ہبل نوحہ کو کہتے ہیں خدا نے شیث کو یہ بروز دیا پھر یہ سلسلہ برابر چلا گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی لئے علی ملۃ ابراھیم حنیفا فرمایا اس میں یہی سر ہے دو اڑہائی ہزار سال کے بعد عبد اللہ کے گھر میں ظاہر ہوا۔

غرض بروز کا مذہب ایک متفق علیہ مسئلہ ظہورات کا ہے اب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تہی کہ اسوقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے ایک اندرونی دوسرا بیرونی اندرونی فتنہ یہ ہوگا کہ سچی ہدایت پر قایم نرہیں گے اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آجائیں گے۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب خوری اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوکر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نواہی کی پرواہ نکریں گے۔ صوم و صلوٰۃ کو ترک کردیں گے اور امر الہی کی بے حرمتی کی جائے گی اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر افترا کئے جائیں گے اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔ مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے اور اسکی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔ غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اطلاع کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپکی اُمت

میں سے مبعوث کیا جاوے گا جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھا دینے اور صلیب کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا۔ اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کرکے ہدایت کی سچی راہ پر قایم کرے گا اس لئے مہدی کہلائے گا۔ اسی بشارت کی طرف وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں بھی اشارہ ہے۔

جب کہ یہ دو نوں فتنے ہوں گے ان فتنوں کی بنیاد دو خبیث چیزوں پر ہوگی ایک فرقہ ہوگا جو الدجّال کہلائیگا اور ایک الحاجوج سے الدجال۔ دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز ہو اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبا ہو۔ یہ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔ زرگر کیا کرتے ہیں جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ بھی دجل ہی ہے۔ جو یا عیسیٰ انی متوفیک کو الٹاتے ہیں یہ بھی دجل ہے۔ مگر آخری زمانہ کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا گویا دجالیت کا ایک دریا بہ نکلے گا۔ الدجّال پر ال استغراق کا ہے۔ پس الدجال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے یعنے پہلے جس قدر مختلف اور متفرق کید، حیلے، ضلالت اور کفر سے تھے کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ متفرق طور پر جس قدر اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے۔ مگر وہ ایک حد تک تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ اسوقت اعتراضات کا ایک دریا بہ نکلے گا جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں اور ندیاں ملکر ایک دریا بن جاتا ہے اسی طرح کل دجل ملکر ایک بڑا دجل ہوگا۔

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھ لو کہ کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کئے جاتے ہیں اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں انکی تعداد تین ہزار تک پہونچی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شایع ہوتے ہیں انکی تعداد چھ کروڑ تک پہونچ چکی ہے۔

گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔

پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ اور الدجال کا بروز ہے ایسا ہی یاجوج۔ یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ انکا بہت بڑا تعلق ہوگا۔ اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے گویا آگ انکے قابو میں ہوگی اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے دیکھ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کسقدر تعلق ہے۔ کلیں کسقدر جاری ہیں اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں۔

یہ دونوں بروز ہیں اور یہ دونوں کیفیتیں جو متفرق طور پر تھیں ایک ہیں آئی ہیں ایسا ہی ماجوج ہیں اور یہ ایک پکی بات ہے کہ الناس علیٰ دین ملوکہم

انسان پر ملوک کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ ملوک تو ملوک ہوتے ہیں ادنیٰ درجہ کے نمبرداروں تک کا اثر پڑتا ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں بہت سے لوگوں نے کیس رکھ لئے تھے اور کچھ پہن لئے تھے ایک شخص ہمارے قریب ایک گاؤں میں بھی رہتا تھا اس کا نام خدا بخش تھا اس نے اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ موضع ڈلہ میں گلاب شاہ اور مہتاب شاہ دو بھائی تھے وہ گرنتھ ہی پڑھا کرتے تھے اور یہ معمولی بات ہے ملوک کے خیالات کا مذہب طرز لباس وغیرہ ہر قسم کے امور کا اخلاقی ہوں یا مذہبی بہت بڑا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ جیسے ذکور کا اثر اناث پر پڑتا ہے اس لئے فرمایا گیا ہے

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ

اسی طرح پر رعایا پر ملوک کا اثر ضروری ہے سکھوں کی عملداری میں دو پگڑیاں باندھا کرتے تھے اور اب تک بھی ریاستوں میں اسکا بقیہ چلا جاتا ہے اور جب ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے تو سب ایک ہی لفظ بولا کرتے تھے سکھ ہے؟

ایسا ہی اب اس عملداری میں سلطنت کا اثر رعایا پر پڑا ہے۔ طرز لباس ہی کو دیکھو کہ ہر ایک شخص انگریزی لباس کوٹ پتلون کو پہن کر فخر کرتا ہے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو انگریزی ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں سلطنت کی طرف سے کسی قسم کی ترغیب نہیں دی جاتی کوئی حکم جاری نہیں کیا جاتا کہ لوگ اس قسم کا پہنیں۔ مگر خود بخود طبائع میں ایک شوق دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ باوجودیکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اس لباس کی تبدیلی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور اپنی جگہ سعی بھی کرتے ہیں کہ یہ طریق ترقی نہ پکڑے۔ مگر نہیں یہ ایک دریا ہے جو بہتا چلا جاتا ہے اور رک نہیں سکتا۔ انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی طرز لباس ترقی پر ہے۔ یہاں تک کہ حجامت بنوانے میں بھی انگریزی طرز اور فیشن کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ یہ کیوں ہے صرف اس لئے کہ الناس علیٰ دین ملوکہم یہ مت سمجھو کہ طرز لباس ہی نے ترقی کی ہے نہیں یہ طرز بجائے خود ایک خطرناک ترغیب ہے اور بہت سی باتوں کے لئے

انگریزی لباس کے بعد انگریزی طرز کی

مجلسوں کا مذاق ترقی کرے گا اور کر رہا ہے۔ عیسائیت نے خمر کو حرام نہیں کیا اس میں پردہ بھی ضروری نہیں۔ قمار بازی بھی ممنوع نہیں ہے پھر کہانے میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں۔ پس اس آزادی کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ مذہب حقیقی جو انسان کو ایک حد بندی کے درمیان رکھنا چاہتا ہے اس سے لوگوں نے تجاوز شروع کیا۔ انگریزی مجلسی مذاق میں شراب کا پینا لازمی امر ہے۔ جس محفل میں شراب نہ ہو وہ گویا مجلس ہی قابل نفرت ہے۔

پس وہ لوگ جو انگریزی طرز اور فیشن کے دلدادہ ہیں وہ کب دین کی حدود کے اندر آنے لگے اور مذہب کی طرف بلانے والوں کی طرف انکو رغبت ہو تو کس طرح۔

میں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں نے اس امر پر غور نہیں کی ہے کہ عیسائیت کیونکر اندر ہی اندر سرایت کر رہی ہے۔ میں نے اس پر بہت غور کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک اس وقت عیسائیت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ ان پادریوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ بھی اس کے پھیلانے میں فروگذاشت نہیں کیا ہر قسم کے طریق اشاعت کو انہوں نے اختیار کیا ہے قطع نظر اسکے کہ وہ جایز ہے یا ناجایز یہہ انگریزی فیشن ہی کا اثر ہے کہ اب علانیہ شراب پی جاتی ہے۔ زناکاری کے لیے کوئی امر مانع نہیں ہے بلکہ اسکی ممد اور معاون امور پیدا ہوتے جاتے ہیں قمار بازی گو قانونًا جرم ہو مگر اسکی بعض ایسی صورتیں پیدا کر لی گئی ہیں کہ وہ قانونًا جایز ہی قرار دی گئی ہیں۔ عیسائی عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور عام طور پر غیر مردوں سے ملنا جلنا اس نے ایسا خطرناک اثر کیا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو عورتونکو بے پردہ سیر کرانا پسند کرتے ہیں۔

اور مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کے حقوق مساوی ہیں انکو پردہ میں نہ رکھا جاوے یہہ ظلم ہے۔

اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا انکی جہالت ہے اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غض بصر کریں جب ایک دوسرے کو دیکھیں ہی گی نہیں تو محفوظ رہیں گی۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں انکو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیلخانہ کی طرح بند رکھی جاوے قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے انکو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔

مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ انکو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بنا کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ ۳ میل تک شراب کی دوکانیں چلی گئی ہیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کیا پردہ داری کا یا پردہ دری کا ؟

اسلام کی بات کو بگاڑنا اور اندھا دھند اعتراض کرنا ظلم ہے اسلام تقویٰ سکھانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔

میں یہ بیان کر رہا تھا کہ لوگ ملوک کے دین پر ہوتے ہیں اور میں نے مختلف مثالوں کے ذریعہ اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ اب دیکھ لو کہ جو حالات ابتر اس ملک میں ہوتے ہیں وہ کسی اور ملک میں نہیں ہیں یہاں تک کہ مکہ مدینہ میں بھی نہیں ہوئے۔ ایسی آزادی اور اباحت جو یہاں ہے اسکی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہ ملے گی اور ان ملکوں میں چونکہ اس قسم کے محرکات پیش نہیں آئے اس لئے وہاں خیالات بھی بہت ابتر نہیں ہوئے۔ اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں میں نے یہ بیان کیا ہے کہ دو بروز ہیں ایک الدجال کا دوسرا یاجوج ماجوج کا۔

الدجال کا بروز وہ ہے جو آدم علیہ السلام سے لیکر ایک سلسلہ چلا جاتا تھا جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں مختلف طور پر مختلف وقتوں میں ظاہر ہوئیں آج ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے اور ایک عجیب نظارہ قدرت دکھایا ہے چونکہ اب انسانی عمروں کا خاتمہ ہے اس لئے خاتمہ پر ایک بدیوں کا اور ایک نیکیوں کا بروز بھی دکھایا۔

بدیوں کا بروز وہی ہے جسکو مسیح الدجال کہا ہے تمام مکاید اور شرارتوں کا وہ مجموعہ ہے اس آخری زمانہ میں ایک گروہ کو سفلی عقل اسقدر دی گئی ہے کہ تمام چھپی ہوئی چیزیں پیدا ہو گئی ہیں اس نے دو قسم کا دجل دکھایا ایک قسم کا حملہ نبوت پر کیا اور ایک خدا پر۔

نبوت پر تو یہ حملہ تھا کہ منشاء الٰہی کو بگاڑا۔ اور دماغی طاقتوں کو انتہائی مدارج پر پہونچا کر الوہیت پر تصرف کرنے کے لئے خدا پر حملہ کیا۔ امراض مزمنہ کے علاج کی طرف توجہ اور ایک کا نطفہ لیکر رحم میں بذریعہ کل ڈالنا بارش برسانے کے آلات کا ایجاد کرنا وغیرہ

وغیرہ یہہ سب امور اس قسم کے ہیں جنسے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ الوہیت پر تصرف کرنا چاہتے ہیں یہ گروہ خود خدا بن رہا ہے اور دوسرا گروہ کسی اور انسان کو خدا بناتا ہے جو کچھ آجکل یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے اسکی غرض کیا ہے؟ یہی کہ ایک آزادی اور حرص جو پیدا ہو گئی ہے اس کو پورے طور پر کام میں لاکر ربوبیت کے بھیدوں کو معلوم کر کے خدا سے آزاد ہو جاویں۔

غرض جان ڈالنے کے مردوں کو زندہ کرنے کے بارش برسانے کے تجربے کرتے ہیں۔ یہانتک ہی محدود نہیں بلکہ اُنکی تو کوشش یہہ ہو رہی ہے کہ جو کچھہ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضہ میں آجاوے۔

اگرچہ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ تدبیر کرنا منع نہیں ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ گناہ ہمیشہ افراط یا تفریط سے پیدا ہوتا ہے مثلاً اگر انسان کو صرف ہاتھہ لگا دو۔ تو گناہ نہیں ہے لیکن اگر اسکو ایک مکا مار دو تو یہ گناہ ہے۔ یہہ افراط ہے۔ اور تفریط یہ ہے کہ اگر کسی کو ایک پیالہ پانی دینے کی ضرورت ہو مگر وہ اسکو ایک قطرہ دے۔

غرض موجودہ زمانہ میں دجال کا بروز ایک معجون مرکب ہے، ایک حملہ خدا پر ہو رہا ہے اور ایک نبوّت پر

ایک خدا کو انسان بناتا ہے دوسرا آپ ہی خدا بنتا ہے کیا یہہ بات سچ نہیں ہے۔ کتابیں دیکھو اخبارات پڑھو تو پتہ لگے گا کہ کسقدر فساد برپا ہو رہا ہے اور یہہ دورنگی ظلم ڈھا رہی ہے۔

یاجوج ماجوج کے فساد کی نسبت میں نے بتا دیا ہے کہ اسکا اثر دلپر پڑتا ہے اسکو شوکت ہی۔ خدا کی طرف رجوع کرنا امانت دیانت کا اختیار کرنا شراب۔ زنا بدنظری قماربازی سے بچنا مشکل ہو رہا ہے بہت ہی تھوڑے شاید ایک آدمی فی ہزار ہو تو ہو جو بچتے ہوں گے اب یہہ بات کیسی صاف ہے کہ جبکہ بدی کے دو بروز تھے

ایسا ہی نیکی کے بھی دو بروز بدی کے مقابل ضروری تھے چنانچہ دو بروز نیکی کے بھی رکھے دراصل وہ بھی ایک ہی چیز ہے جسکے دو نام ہیں جیسے ایک ہی حالت میں مجسٹریٹ اور کلکٹر دو جداگانہ عہدے ہوتے ہیں۔

وہ نیکی کے بروز یہہ ہیں کہ ایک تو اندرونی لحاظ سے ہے اور دوسرا بیرونی لحاظ سے

اندرونی لحاظ سے وہ مہدی ہے اور بیرونی لحاظ سے مسیح ابن مریم بیرونی طور پر مسیح کا کام کیا ہے؟ جو اس کا یہ نام رکھا۔ مسیح ابن مریم کا کام دفع شر ہوگا اور مہدی کا کام کسب خیر چنانچہ غور کرو کہ مسیح کا کام یقتل الخنزیر اور یکسر الصلیب بتایا ہے یہی دفع شر ہے۔ لیکن ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے کہ وہ دفع شر کے لئے تیغ و سنان لیکر جنگ کے واسطے نکلے گا۔

علماء جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جنگ کریگا یہ صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے یہ کیا اصلاح ہوئی کہ ابھی آپ آئے اور آتے ہی تلوار پکڑ کر لڑائی کے واسطے میدان میں نکل آئے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ صحیح اور سچی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر کھولی جو احادیث کے منشاء کے موافق ہے۔ کہ مسیح کوئی خونی جنگ نکریگا اور نہ تلوار پکڑ کر لڑنا اس کا منصب ہے بلکہ وہ تو اصلاح کے لئے آئیگا ہاں یہ ہم مانتے ہیں کہ اس کا کام دفع شر ہے اور وہ حجج اور براہین سے کریگا۔

اور مہدی کا کام کسب خیر ہے یعنے جو بد عادات اور فسق و فجور پھیلا ہوا ہوگا وہ اس کو ہدایت سے بدل دے گا۔ عیسیٰ کا لفظ عوس سے لیا ہے جو دفع شر کی طرف ایما ہے ان ہر دو بروزوں میں سِر یہ ہے کہ مہدی کا بروز اکمل ہے کیونکہ اسکا کام ہے افاضہ خیر اور افاضہ خیر دفع شر کی نسبت اکمل بات ہے ایک شخص ہے جو کسی کی راہ سے صرف کانٹے

اٹھا دے یہ بیشک بڑا کام ہے لیکن جو اس کو سواری دے اور اپنے گھر لے جاکر روٹی بھی کھلائے یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ پس مہدی اکمل ہے اسی لئے وہ خلیفۃ اللہ ہے عیسیٰ ابن مریم جو مہدی خلیفۃ اللہ کی بیعت کرے گا اس میں یہی سِر ہے اور مہدی کا بروز یوں بھی اکمل ہے کہ وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اور آپ خاتم الانبیاء تھے اور اکمل الانبیاء اس لئے اس کا بروز بھی اکمل ہی ہوگا۔

یہہ دو بروز تھے علماء نے کیسا ظلم کیا کہ ایک بروز کو تو انہوں نے مان لیا کہ مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق اور نام پر ہوگا لیکن عیسیٰ ابن مریم کی نسبت یہی تجویز کیا کہ وہی آسمان سے اتر کر آئے گا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ کیسے ذہن متنزل ہو گئے ہیں جو تناقض پیدا کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔ ایک جگہ تو بروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مان لیا اس کا قائمقام خلیفۃ اللہ بنگیا مگر پھر یہ کیا ہوا کہ جو چھوٹا تھا اسے خود کیوں آنا پڑا؟ وہ مہدی جس کو افاضہ خیر دیا گیا ہے اور جو اکمل ہے اسکو بروزی رنگ میں لاتے اور مسیح ابن مریم کو اسکی بیعت کرانے کے واسطے خود اتارتے ہو۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جب ان سے پوچھا جاوے کہ تم ایک نبی کو اتار کر جو اسکی بیعت مہدی کے ہاتھہ پر کراتے ہو یہ کیا بات ہے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا کیا جاوے حدیث میں آیا ہے الائمۃ من القریش ہم کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث کے وہی معنے ہوں جو تم قرار دیتے ہو تو چاہیئے تہا کہ سلطنت روم کے سب باغی ہوتے۔

اگر پیشگوئی کے طور پر ہی نہ سمجھا جاوے پھر جو سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین قرار دیتے ہیں اس کے کیا معنے ہوئے؟

اصل بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی طور پر دکھایا گیا تھا کہ خلیفہ قریش سے ہوں گے خواہ حقیقی طور پر یا بروزی طور پر جیسے دجال کا بروز بتایا۔ اسی طرح پر سلاطین مغلیہ وغیرہ بروزی طور پر قریش ہی ہیں خدا نے جو عہدہ انکو دیا وہ اس کے متکفل رہے جب تک خدا نے چاہا وہ سلطنت کرتے رہے جب تک کوئی بروز کے مسئلہ کو نہیں سمجھتا اس پیشگوئی کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا۔ اور آخر اس کو اس پیشگوئی کو جھٹلانا پڑے گا۔

جب اصل قریش میں استعداد نہ رہی اور اس قوم میں وہ استعداد پائی گئی تو خدا نے وہ عہدہ اس کے حوالہ کیا یہی وجہ ہے کہ طبعاً سلطان روم کی متابعت اختیار کی اور سچی محبت سے اسکو قبول کیا یہ تصنع اور بناوٹ سے نہیں ہوا بلکہ دلوں نے فتویٰ دیا کہ وہ خادم حرمین الشریفین ہے۔ انقلابی امور ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہوں گے یہ معنے ہیں الائمۃ من القریش کے

غرض یہ دو نام ایک ہی شخص کے تھے ایک کو افاضہ خیر کا درجہ ملا۔ دوسرے کو دفع شر

افاضہ خیر چونکہ بڑھ کر ہے اس کو دفع شر پر بزرگی دی جاتی ہے اس لئے اس حیثیت سے وہ خلیفۃ اللہ کہلایا۔

پس جیسے مقابل پر دو خبیث بروز تھے یہ خیر کے بروز تھے۔

اب اس کے متعلق میں ایک اور نکتہ بیان کر کے اس بیان کو ختم کرنا چاہتا ہوں عیسےٰ کے نام میں دفع شر کا مفہوم پایا جاتا ہے اور احمد یا محمد کے نام میں افاضہ خیر کا مفہوم ہے نہایت ہی تعریف کیا گیا تعریف اس نام پر ہوتی ہے جسکو خیر پہونچاؤ گے وہ بے اختیار تعریف کرے گا حمد کرنے کے ساتھ لازمی طور پر منعم علیہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد اس لئے ہی تھا کہ وہ افاضہ خیر ہے جو خلق کی طرف کرتا ہے۔ احمد منعم ہے اور محمد منعم علیہ ہے اور عیسیٰ کے معنے ہیں بچایا گیا ہے یہ دفع شر کی طرف اشارہ ہے یہی وجہ ہے کہ خدا نے وہ قصہ یاد دلایا اذ قال ربك للملائكة انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس قصہ میں پیشگوئی ہوتی ہے۔ اب میں اسکا بیان لمبا کرنا نہیں چاہتا بس اسی پر ختم کرتا ہوں کہ مسیح اور مہدی دراصل ایک ہی شخص کے دو نام ہیں جو اسکی دو مختلف حیثیتوں کو ظاہر کرتے ہیں جو دفع شر اور افاضہ خیر ہیں۔ افسوس ان علماء پر کہ انہوں نے افاضہ خیر کے بروز کو مانا اور دفع شر کے بروز سے انکار کیا!!!

لاہور کے معزز اخبار رفیق ہند نے ابن یمین کے مندرجہ ذیل اشعار کو شائع کیا ہے ہم بھی اپنے ناظرین کے فائدہ کے لئے ان کو اخبار مذکور سے لیکر شایع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

چوں جامہ چرمی شمرم صحبت ناداں
زیراکہ گراں باشد و تن گرم ندارد
از صحبت ناداں بتر نیز نگویم
خویشے کہ توانگر شد و آزرم ندارد
زیں ہر دو بترداں تو شہے راکہ قلیم
باخنجر خوں ریز۔ دل نرم ندارد
زیں ہر سہ بتر نیز بگویم کہ چہ باشد
پیرے کہ جوائی کند و شرم ندارد

سیرۃ مسیح موعود کے لئے تمام درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ مدرسہ کے نام بمقام قادیان آنی چاہئیں۔

خطبہ

جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

(ایڈیٹر الحکم کے اپنے الفاظ میں)

وتوکل علی العزیز الرحیم۔
(سورۃ الشعرا کا آخری رکوع)

اور تو اس العزیز الرحیم خدا پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے اس وقت جب تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں تو بڑے بڑے سجدہ اور دعائیں کرتا ہے کیا میں تم کو بتاؤں کہ کس شخص پر شیطان اترا کرتے ہیں وہ اترا کرتے ہیں ہر بدکار شریر پر اور انہیں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں آج اس آیت شریف پر غور کرنے سے میری طبیعت پر بڑی ہی رقت طاری ہوئی اور ایک محبت ذوق اور حظ آیا اسکی اظہار کے لئے میں اسکو پڑھتا ہوں تا کہ رشید اور سعید انسان اس سے وہ ذوق اور لطف لے جو میں نے لیا ہے۔

میں اس رکوع کو پڑھتا تھا اور بہت غور کرتا تھا جب میں آخری مقطع پر سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پر پہونچا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اسکی امتیازی حکومت کا نقش میرے دل پر کھچ گیا کہ کس طرح پر خدا تعالےٰ صادقوں اور کاذبوں کے درمیان فیصلہ کی ایک روشن اور بین راہ پیش کرتا ہے۔ مجھے حیرت ہوتی اور بسا اوقات فکر کرتے کرتے میرا دل ڈوب جاتا کہ یہ لوگ جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں اٹھتے ہیں کیوں قرآن شریف پر تدبر نہیں کرتے۔

ایک طرف خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ خدا کا راستباز خدا کا مامور غالب ہو جائے گا۔ اور افک و افترا کا ہت

کذب و شرارت کا مجسمہ چکنا چور اور پاش پاش ہو جائیگا۔ ایک بامراد مظفر و منصور ہے گا دوسرا ناکام۔ و نامراد ہو کر ہلاک ہوگا۔

میری روح جو ہمیشہ قرآن کریم کے الفاظ اور ترتیب پر غور کرنے کی عادی اور اس سے ایک لطف اور ذوق لیا کرتی ہے اس ترتیب پر غور کرتی رہی کہ یہ جو خدا نے فرمایا کہ تو العزیز الرحیم پر توکل کر اور اس کے بعد فرمایا الذی یرٰئک حین تقوم اس میں باہم کیا تعلق ہے۔ میرے دل میں بجلی کی طرح یہ بات ڈالی گئی ہے کہ ان الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ تو العزیز الرحیم خدا پر توکل کریگا یقین کرلے کہ تو مظفر و منصور ہوگا اور اسکے ساتھ ہی کامیابی کی کلید اور اصول کو بتایا ہے وہ کیا؟ یرٰئک حین تقوم و تقلبک فی السٰجدین تو جو ہمارے حضور کھڑا ہوتا ہے اور ہمارے ہی آستانہ پر ناک رگڑتا رہتا ہے دعائیں کرتا رہتا ہے ہر موقع پر ہم کو ہی پکارتا ہے تیری یہ حالت اور یکسوئی جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ دنیا اور اس کے مادی اسباب تیری نظر میں ایک مرے ہوئے کیڑے کے برابر وقعت نہیں رکھتے تو کھڑا ہوتا ہے تو ہمارے حضور سجدہ کرتا ہے تو ہمارے حضور تیری یہ عبودیت تیرا یہ توکل خدا تعالیٰ کی نصرت کا جاذب ہے تیرے اس اخلاص میں ایک کشش ہے جو السمیع العلیم خدا کی نصرتوں کو کھینچ رہی ہے۔ اور کامل یقین ہے کہ تو کامیاب ہو جائیگا۔ مگر وہ بدمعاش جو ٹوہ لگاتے ہیں اس لئے نہیں حق و حکمت کی باتیں کان میں پڑیں بلکہ کذب و افترا اور شرارت اور شیطنت کے لئے وہ یاد رکھیں کہ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مجھے رقت کیا ہوئی اور لطف کیا آیا۔ بات یہ ہے کہ اس آیت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کا نقشہ کھینچکر میرے سامنے رکھدیا کسقدر بار اس مقدس ذات پر پڑا ہے کسقدر کشتگی اور فنا باری تعالیٰ کے آستانہ پر سرمہ کی طرح پس جانا پڑا ہے تب کامیابی کا تاج پہنا ہے۔ تقلبک فی السٰجدین میں تقلبک کا لفظ اس عالی تبار انسان کی حالت کو دکھاتا ہے۔ کہ کیسی بے قراری اضطرار روح میں ہے اس آیت سے لطف اٹھاتے اٹھاتے مجھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ یاد آگیا کہ ایک بار ایک شخص نے درخواست کی کہ حضور میرے لئے دعا کریں آپ نے فرمایا کہ دعا کرنا آسان نہیں ہے دعا مانگنا تو مر رہنا ہے۔

جب یہ نقشہ میرے سامنے آیا تو بے اختیار ہو ہو کر میں اللھم صل علی محمد پڑھتا تھا۔ کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان کامیابیاں جنکی کوئی حد و غایت نہیں ہے اور جو ابتک چلی آتی ہیں ابتک ہی کیا ابد الآباد تک ہی جنکا سلسلہ ختم نہیں ہوتا یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اب غور تو کرو کہ کس قدر موتیں آپ پر آئی ہونگی کتنی مرتبہ فنا طاری ہوتی ہوگی۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

وہ کیا روح تھی؟ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں نثار اور فدا ہونے ہی میں زندگی اور لذت پاتی تھی۔

میرے دوستو! اس لذت اور لطف کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ میں مر کر روح حاصل کرتی ہے۔ اور یہ مرتبہ مل نہیں سکتا جبتک خدا تعالیٰ اور اس کی صفات پر ایک ایمان مشاہدہ کے رنگ میں پیدا نہ ہو لے۔ دنیا کی کوئی چیز محبوب۔ مطلوب اور مقصود نہ رہے ہر حالت اور ہیئت میں محبوب مقصود مطلوب حقیقی خدا ہو تب ایک ذوق کی حالت شروع ہوتی ہے اور روح میں ایک گدازش پیدا ہو کر وہ الوہیت کے سرچشمہ سے سرشار ہو کر تسلی اور اطمینان کے لذیذ شربت کا حظ اٹھانے لگتی ہے۔

بعض آدمی لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی مرتبہ اتنے مہینے اتنے سال دعا کی مگر سنی نہ گئی حقیقت میں اس قسم کے لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے جو دعا کی قبولیت میں ہوتا ہے۔ اس راز کو صرف وہ لوگ سمجھتے ہیں جنکی طبیعت دعا کی لذت سے بھر گئی ہے ورنہ ہزاروں ہزار آدمی ہیں کہ وہ دعا کی توفیق ہی نہیں پاتے۔ غرض حضرت نے فرمایا کہ

دعا کرنا تو مر رہنا ہے

اس سے میری روح میں عجیب عجیب باتیں پیدا ہوئیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر استقلال اور بلند ہمت رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی جناب میں وہ خشوع خضوع عبادت تبتل تام۔ دعا مانگنے۔ رحمتوں اور کامیابیوں کو لینے کا نمونہ بنتے ہیں اور اس پر کسقدر قوت اور شوکت دیکھئے ہے کہ ایک طرف تو اسقدر دعا کرتے ہیں کہ آپ کے پاؤں کھڑے کھڑے ورم کر جاتے تھے دوسری طرف دن کو میدان کارزار میں کھڑے ہوئے کمال کر رہے ہیں اور وہ قوت ہے کہ کوئی قوی سے قوی آدمی بھی مقابلہ میں آکر نہیں ٹھہر سکتا۔ ایک طرف یہ حال ہے کہ خود اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں تو کس طرح سجود میں گرا ہوا ہے پھر دوسری طرف فوج کے افسر بھی آپ ہی ہیں۔ دشمنان دین کا مقابلہ بھی ایسا کرتے ہیں کہ بہادر سے بہادر بھی آپ کی بہادری کا اقرار کرنے سے نہیں رہ سکا۔ اس پہ دوستوں میں

بیٹھتے ہیں ایسے خوش وخرم ایسے بشاش بشاش کہ غمگین اور محزون آپ کی اس بشاشت کو دیکھ کر اپنے غم ہم بھول جاتے ہیں۔ ورنہ ورد و وظائف کرنے والے دیکھے ہیں کہ ایسے سڑیل اور تندخو ترش رو ہوتے ہیں کہ بات کرتے ہیں تو ڈر لگتا ہے کہ پاگل کتے کی طرح کاٹ نہ کھائیں۔

قاضی آئی وان والی ایک گدی مشہور ہے وہ ہمارے شہر سے کوئی آدھ میل کے فاصلہ پر اترا ہوا تھا اس کے دیکھنے کے واسطے گئے دیکھا کہ ایک گھونگٹ منہ پر ڈالے ہوئے کچھ پڑھ رہا ہے ہم السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے کچھ عرصے بعد وہ گھونگٹ کھولا تو بڑی ترش روئی سے کہا کیوں جی! کیوں آئے ہیں چہرہ ایسا خشک کہ میری طبیعت نے تو زیادہ دیر ٹھہرنا گوارا ہی نہ کیا میرے دل میں یہ اصول مدت سے ہے اور ایک لذت کے ساتھ پیدا ہوا ہوا ہے کہ جن لوگوں نے خدا کو پا لیا ہے اور جن کو وہ **انی معک انی معک** کہتا ہے انکے چہروں پر بشاشت ہوتی ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ اگر کوئی شخص بادشاہ سے ملکر آئے تو اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے۔ پھر اللہ تعالے جو تمام جمیلوں کا جمیل اور تمام شاہنشہوں کا شاہنشہ ہے اسکے ملنے والے کو کیسی فرحت اور فخر ہوگا۔

اللہ تعالے گواہ ہے اس کا کلام میرے ہاتھ میں ہے ہزارہا مرتبہ اپنے دوستوں سے کہہ چکا ہوں کہ اس مقدس چہرہ کو دیکھو کہ کیسا گلستان خندہ ہے باوجود قوم کی ان ناشکرگزاریوں اور تلخ اتہامیوں کے کیا تم میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ کبھی تم میں بیٹھا ہو یا باہر سیر کو گیا ہو اور چہرہ سے چڑچڑا پن اور مزاج میں کاٹ کھانے کا نشان تمہیں یقین دلاتا ہو؟

اور جن کو پاس بیٹھنے کا موقع ملا ہے انہوں نے دیکھا ہے کہ کوئی وقت امام پر ایسا نہیں آیا کہ کسی کو اس نے مخاطب کیا ہو اور لب ولہجہ اس قسم کا ہو جیسے کسی جلے بھنے انسان کا ہوتا ہے میں کئی مرتبہ اپنی مراقی طبیعت اور اس ضعف کی وجہ سے جو آئے دن کی بیماریوں کی وجہ سے ہو جاتا ہے بسا اوقات دکھوں اور غموں سے نڈھال ہو کر آیا ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ جب اس کے بشاش چہرہ کو دیکھتا ہوں تو بے اختیار ہو کر طبیعت نشاط سے بھر جاتی ہے۔

میں بار بار کہتا ہوں اور دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جو شخص کہتا ہے کہ مجھے خدا کے حریم میں باریابی ہے اگر اسکا چہرہ گلستان خنداں ہے اور اس نباتات کی طرح جس پر بہار کی اوس پڑی ہوئی ہو وہ درخشاں ہو تو یقین جانو کہ وہ سچا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ خدا مجھے کہتا ہے کہ **انی معک انی معک** بالکل حق ہے۔

جیسے اربعین میں لکھا ہے کہ کوئی رات مجھ پر ایسی نہیں گذرتی کہ خدا کی طرف سے یہ آواز نہ آتی ہو کہ میں تیرے ساتھ ہوں اسی طرح اس آواز کو ہم اس کے چہرہ پر دیکھتے ہیں یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک زبردست دلیل ہے کہ اس دنیا کی پرکدورت زندگی میں بھی آپکو خوش وخرم پاتے ہیں۔

غرض میرے دل میں ایک عجیب قسم کی عزت وجلال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیدا ہوا کہ ایک طرف خدا شہادت دیتا ہے کہ ہمارے آستانہ پہ پس گیا ہے دوسری طرف ایسے قوی ہیں کہ کوئی معلوم نہیں کر سکتا کہ رات کو کس قدر [illegible] ہے۔

ان آیتوں میں میرا مدعا یہ ہے کہ اسی طرح پر ہم اپنے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پہ نظر کریں۔

اس عورت کی طرح جو بچہ جننے سے لگے چلاتی ہے یہ خدا کے حضور قوم کے درد سے چلاتا ہے اور دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔

سر درد اور بردِ اطراف کے حملے ہوتے رہتے ہیں۔ تم جانتے ہو کیوں؟ تمہارے ہی غم اور فکر میں آہ! وہ لوگ اسکی کیفیت کو کیا جانتے ہیں جو انکی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہا ہے۔ یقیناً سمجھو تم آرام سے سوتے ہو اور یہ تمہارے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتا ہے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے جوں جوں دوستوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے ہمارے ہموم وغموم میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے کیونکہ کسی نہ کسی دوست کو کوئی نہ کوئی فکر ہر وقت ضرور ہوتی ہے اور اس کا فکر مجھے ضرور ہوتا ہے۔

پس یہ رات دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دعاؤں میں لگا ہوا ہے اگر مخالفین کو اس بات کا پتہ لگتا پتہ سے میری مراد یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حربہ سے آگاہ ہوتے جو دعاؤں کی صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا تھا اور پھر یہ سمجھتے کہ وہی حربہ اسکو ملا ہے تو شاید ڈر جاتے۔ مگر بدگمانوں کو اپنے نفس پر خیال کرکے اس کا یقین نہیں ہے۔

ایک نادان سنت اللہ سے جاہل عصاء موسیٰ میں کہتا ہے کہ عبادت کا موقع ہی کب ملتا ہے آہ! کاش وہ سمجھتا کہ عبادت کیا چیز ہے ایک شخص کی عمر دانہ ہائے تسبیح میں گذر گئی اس کو وہ قرب نہیں ہے جو ایک سوختہ دل کو ہے۔

خدا تعالیٰ دل کے ایک باریک نقطہ پر نظر کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس برگزیدہ کے دل میں جو معرفت ہے اسکا ذوق اور لذت اور دل کا رجوع ہی عبادت ہے انکو کس طرح بتایا جاوے

مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو کس قدر دُکھ اٹھانے پڑے کتنی دفعہ طایف کو گئے لڑائیوں اور ہنگاموں میں گئے یہ عبادت تھی یا کیا ایک فضول کام تھا؟ معاذ اللہ یہ لوگ عبادت کے مفہوم سے محض ناواقف خشک مزاج۔ حقایق سے نابلد قرآن کریم کے معارف سے محض جاہل تسبیح کی دانہ شماری ہی کو عبادت سمجھتے ہیں۔

میرا ایمان ہے کہ رسول کریم کا دوستوں میں بیٹھنا بیویوں کے پاس رہنا لڑائیوں میں جانا عبادت ہی ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ ولی اللہ کی ہر ادا عبادت ہوتی ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیویوں کے پاس بیٹھنا۔ نماز میں بچوں کو اٹھانا تلوار پکڑ کر نکلنا عبادت ہی ہے اسی طرح اس شخص کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نمونہ پر آیا ہے۔ ہر فعل عبادت ہے میرا ایمان تو یہی ہے کہ اس کا کھانا۔ پینا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ دوستوں سے ملنا۔ کتابیں لکھنا غرض ہر فعل ہر قول عبادت ہی ہے کیونکہ اپنے لئے نہیں بلکہ اسکا مقصود خدا ہے اس کے سامنے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا محبوب چہرہ رہتا ہے۔

ایک دن فرماتے تھے کہ مجھ پر اُمیّت بہت غالب ہے میں کچھ نہیں جانتا ایک ایک لفظ کے لئے دعا کرتا ہوں تب آتا ہے اب دیکھو کہ کسقدر لفظ اس کے مُنہ اور قلم سے نکلے ہیں اور یہ بھی دعاؤں کے نتیجے ہیں اندازہ تو کرو کسقدر دعائیں قبول ہوئیں۔ پھر احمق کہتا ہے کہ عبادت کا موقع ہی کب ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے لڑنے والے ظالمو! کیا تمہیں خبر نہیں قرآن شریف کیا فیصلہ کرتا ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ان نکتہ چین ظالموں کو پتہ لگ جائیگا کہ انکا انجام کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے سب دوستوں کو توفیق دے کہ اپنے چال چلن میں ایک خاص امتیاز پیدا کریں۔ آمین

کسر صلیب

حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی بعث کی بہت بڑی غرض کسر صلیب ہے اور اندرونی غلطیوں کی اصلاح اسی لئے آپ دو ناموں سے موسوم ہو کر تشریف لائے ہیں یعنے مسیح موعود اور مہدی مسعود الحکم کے مضامین میں اسوقت تک مہدی مسعود کے فرض کی طرف بہت بڑی توجہ رہی ہے اس لئے ہم آئندہ کے لئے یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ کسر صلیب کا عنوان قایم کرکے اس کے ضمن میں ان مضامین کو شائع کیا جاوے جو عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے لکھے جاویں۔

یہ مضامین کبھی بطریق سوالات ہوا کریں گے اور کبھی عام مضامین کی شکل میں سردست ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مستقل طور پر ہر ہفتہ اس عنوان کے تحت میں کچھ نہ کچھ لکھا جاوے گا یا بخیر مستقل طور پر کبھی کبھی یہ سب توفیقیں اللہ کریم کے ہاتھ میں ہیں لیکن چونکہ حضرت حجۃ اللہ کو کسر صلیب کی بیقرار کر دینے والی فکر لگی ہوئی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک جو کچھ لکھ سکتا ہے یا بول سکتا ہے اپنی تمام طاقتوں کو اس طرف لگانے کی فکر میں ہو جاوے۔ آج ہم اس سلسلہ کو حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مضمون خدا کی لعنت اور کسر صلیب سے تیمناً و تفاؤلاً شروع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

خدا کی لعنت اور کسر صلیب

چونکہ عیسائیوں کا یہ ایک متفق علیہ عقیدہ ہے کہ یسوع مصلوب ہو کر تین دن کے لئے لعنتی ہو گیا تھا۔ اور تمام مدار نجات کا انکے نزدیک اسی لعنت پر ہے۔ تو اس لعنت کے مفہوم کی رو سے ایک ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے تمام عقیدہ تثلیث اور کفارہ اور نیز گناہوں کی معافی کا مسئلہ کالعدم ہو کر اسکا باطل ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس مذہب کی حمایت منظور ہے تو جلد جواب دے ورنہ دیکھو یہ ساری عمارت گر گئی۔ اور اس کا گرنا ایسا سخت ہوا کہ سب عیسائی عقیدے اُس کے نیچے کچلے گئے۔ نہ تثلیث رہی نہ کفارہ نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ کیسا کسر صلیب ہوا!!!

اب ہم صفائی اعتراض کیلئے پہلے لغت کی رو سے لعنت کے لفظ کے معنی کرتے ہیں اور پھر اعتراض کو بیان کر دیں گے۔ سو جاننا چاہیئے کہ لسان العرب میں کہ جو لغت کی ایک پورانی کتاب اسلامی تالیفات میں سے ہے اور ایسا ہی قطر المحیط اور اقرب الموارد میں جو دو عیسائیوں کی تالیفات ہیں جو حال میں بمقام بیروت چھپکر شائع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابوں میں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں لعنت کے معنے یہ لکھے ہیں۔ اللعن الابعاد والطرد من الخیر ومن اللہ ومن الخلق ومن ابعدہ اللہ لم تلحقہ رحمتہ وخلد فی العذاب واللعین الشیطان والممسوخ۔ وقال الشماخ مقام الذئب کالرجل اللعین× یعنی لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ لعنتی اسکو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اُسکا دل بکلی سیاہ ہو جائے اور بڑی نیکی سے لیکر چھوٹی نیکی تک کوئی خیر کی بات اسکے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بنجائے اور اُسکا اندر مسخ ہو جائے۔ یعنی کتوں اور سوروں کی خاصیت اُس کے نفس میں پیدا ہو جائے اور شماخ نے ایک شعر میں لعنتی انسان کا نام بھیڑیا رکھا ہے۔ اس مشابہت سے کہ لعنتی کا باطن مسخ ہو جاتا ہے تم کلامہم۔ ایسا ہی عرف عام میں بھی جب یہ بولا جاتا ہے کہ فلان

× بعض جگہ لفظ [illegible] منہ

شخص پر خدا کی لعنت ہو تو ہر یک ادنیٰ اعلیٰ یہی سمجھتا ہے کہ وہ شخص خدا کی نظر میں واقعی طور پر پلید باطن اور بے ایمان اور شیطان ہے اور خدا اُس سے بیزار اور وہ خدا سے روگردان ہے۔

اب اعتراض یہ ہے کہ جس حالتمیں لعنت کی حقیقت یہ ہوئی کہ ملعون ہونیکی حالتمیں شیطان کے تمام تعلقات اختیار کرتا ہے اور اسمیں اور شیطان میں ذرہ فرق نہیں رہتا۔ تو اسوقت ہم حضرات پادری صاحبوں سے بکمال ادب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ درحقیقت یہ لعنت اپنے تمام لوازم کے ساتھ جیسا کہ ذکر کیا گیا یسوع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے پڑ گئی تہی اور وہ خدا کی لعنت اور غضب کے نیچے آکر سیاہ دل اور خدا سے روگردان ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک تو ایسا شخص خود لعنتی ہے کہ ایسے برگزیدہ کا نام لعنتی رکھتا ہے جو دوسرے لفظوں میں سیاہ دل اور خدا سے برگشتہ اور شیطان سیرت کہنا چاہیئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسا پیارا درحقیقت اس لعنت کے نیچے آگیا تہا جو پوری پوری خدا کی دشمنی کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی کیونکہ لعنت کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ خدا لعنتی انسان کا واقعی طور پر دشمن ہو جائے اور ایسا ہی لعنتی انسان خدا کا دشمن ہو جائے۔ اور اس دشمنی کی وجہ سے بندروں اور سوروں اور کتوں سے بدتر ہو جائے کیونکہ بندر وغیرہ خدا کے دشمن نہیں ہیں۔ لیکن لعنتی انسان خدا تعالیٰ کا دشمن ہے یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی لفظ اپنے لوازم سے الگ نہیں ہو سکتا جب ہم ایک کو سیاہ دل اور شیطان یا بندر اور کتا کہیں گے تو تبہی کہیں گے کہ جب شیطان اور بندروں اور کتوں کے صفات اس میں موجود ہو جائیں۔ پس جبکہ تمام دنیا کے اتفاق سے لعنت کا یہی مفہوم ہے تو یہ دو باتیں ایک وقتمیں کیے جمع ہو سکتی ہیں کہ ایک شخص بمقتضائے مفہوم لعنت خدا سے برگشتہ بہی ہو اور باخدا بہی اور خدا کا دشمن بہی ہو اور دوست بہی اور منکر بہی ہو اور اقراری بہی۔ محبت کا تعلق لعنت کے مفہوم کو منافی ہے۔ جبہی ایک پر لعنت پڑگئی اُسی وقت خدا سے جتنے قرب اور محبت اور رحم کے تعلقات تہے تمام ٹوٹ گئے۔ اور ایسا شخص شیطان ہو گیا اور سیاہ دل اور خدا کا منکر بنگیا۔ اب اگر خدانخواستہ کچھہ دنوں تک یسوع پر لعنت پڑگئی تہی تو اُس وقت اُس کا خدا تعالیٰ سے ابنیت کا علاقہ اور پیارا بیٹا ہونے کا لقب کیونکر باقی رہ سکتا تہا۔ کیونکہ بیٹا ہوتا تو یکطرف خود پیارا ہونا لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے۔ خدا کے کسی پیارے کو ایکدم کے لئے بہی شیطان کہنا کسی شیطان کا کام ہے نہ انسان کا۔ پس میں نہیں سمجھہ سکتا کہ کوئی شریف آدمی ایک سیکنڈ کے لئے بہی یسوع کے لئے یہ تمام نام جائز رکھے جو لعنت کی حقیقت اور روح ہیں۔ پس اگر جائز نہیں تو دیکھو کہ کفارہ کی تمام عمارت گر گئی اور تثلیثی مذہب ہلاک ہو گیا اور صلیب ٹوٹ گیا۔ کیا کوئی دنیا میں ہے جو اس کا جواب دے؟

راقم غلام احمد قادیانی
۴ مارچ ۱۹۰۱ء

اس بیدینی کی بہی حد ہے!

مصری اخبار اللواء کے مراسلہ سے معلوم ہوا کہ جزیرہ طور سینا کے عرب فریقوں میں دین کے نام سے ایسے امور مروج ہیں جو دراصل بے دینی کے کام ہیں مثلاً دو سگی بہنیں ایک شخص کے نکاح میں جمع کی جاتی ہیں اور لڑکیاں باپ کی میراث سے مطلقاً محروم ہوتی ہیں مطلقہ کے لئے عدت نہیں سورہ فاتحہ کو یوں پڑہتے ہیں۔

الحمد لک یا رب العالمین رحمانک الرحیم اهدنا وا فدنا صراطک المستقیم ولا الضالین آمین

اپنے وقتمیں بہی لوگ کہتے ہیں کسی مہدی کی ضرورت نہیں؟

قرآن کریم کی تعلیم کامل ہے

مذہبی دنیا میں قرآن کریم کے سوا دوسری کسی کتاب کو یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کامل ہونے کا دعویٰ کرے۔

علاوہ ازیں یہ امتیاز بہی قرآن کریم ہی کو حاصل ہے کہ جو دعویٰ کیا جاتا ہے اس کے دلایل اور براہین بہی وہ خود ہی پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بات حقیقت میں ایک سچی اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اسکی وکالت اپنے ساختہ پرداختہ سے کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بکلی خاموش اور ساکت ہو۔ اس امر کا بیان کر دینا اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے اس حسن کا اظہار چودہ سو برس کے اندر کوئی انسان نہیں کر سکا بجز اُس کے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ فخر تجویز کر رکھا تہا وہ کون؟ چودہویں صدی کا مجدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارا ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر اور بہت نشانات کو ہم نہ بہی دیکھتے تو بہی آپکی مسیحیت کے اثبات کے لئے یہ تجدید تعلیم کلام ہی ایک قوی دلیل تہی مگر ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تشدد و تعصب کی خطرناک ہوا نے ہمارے مخالفوں کے حواس کو ٹھکانے نہیں رہنے دیا ورنہ قرآن کریم کی جو عظمت اور جلال اس مقدس انسان نے دنیا پر ظاہر کیا ہے بجز آلا بزال آج سے پیشتر اس چودہ سو سال کے اندر نہیں ہوا۔

یہ بات کہ قرآن شریف جو دعویٰ پیش کرتا ہے اس کے دلایل بہی خود ہی دیتا ہے کوئی چھوٹی سی بات نہیں مگر دیکھنے کے لئے آنکھیں اور غور کرنے کے لئے دل مطلوب ہے اور افسوس وہ آج نہیں ہے الا ماشاء اللہ غرض ہمارا منشاء اس مضمون میں یہ دکھانے کا ہے کہ قرآن کریم ہی ایک اکمل کتاب ہے۔

ہم اس دعویٰ کو اور اس کے دلائل کو قرآن شریف ہی سے پیش کریں گے چنانچہ فرمایا

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الایۃ

یعنے آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کیا اور اپنی نعمت یعنی قرآنی تعلیم کو تم پر پورا کیا۔

اور ایک دوسرے محل میں اس اکمال کی تشریح کے لئے کہ اکمال کس کو کہتے ہیں فرماتا ہے

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ن اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین یعنے

کیا تو نے نہیں دیکھا کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنے مثال دین کامل کی کہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑ ثابت ہو اور شاخیں اسکی آسمان میں ہوں اور وہ ہر ایک وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہو اور یہ مثالیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تا لوگ ان کو یاد کرلیں اور نصیحت پکڑ لیں اور ناپاک کلمہ کی مثال اس ناپاک درخت کی ہے جو زمین پر سے اکھڑا ہوا ہے اور اسکو قرار و ثبات نہیں سو اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت سے یعنے جو قول ثابت شدہ اور مدلل ہے اس دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم کرتا ہے اور جو لوگ ظلم اختیار کرتے ہیں انکو گمراہ کرتا ہے یعنے ظالم خدا تعالیٰ سے ہدایت کی مدد نہیں پاتا جب تک ہدایت کا طالب نہو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کلام پاک اور مقدس کا کمال تین باتوں پر موقوف ٹھہراتا ہے اول یہ کہ اصلھا ثابت

یعنے اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں اور فی حد ذاتہ یقین کامل کے درجے پر پہونچے ہوئے ہوں اور فطرت انسانی اسکو قبول کرے کیونکہ ارض کے لفظ سے اس جگہ فطرۃ انسانی مراد ہے جیسا کہ من فوق الارض کا لفظ صاف بیان کر رہا ہے۔

پھر دوسری نشانی کمال کی یہ فرماتا ہے کہ فرعھا فی السماء یعنے اسکی شاخیں آسمان پر ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں یعنے صحیفہ قدرت کو غور کی نگاہ سے مطالعہ کریں تو اسکی صداقت ان پر کھل جاوے اور دوسرے یہ کہ وہ تعلیم یعنے فروعات اس تعلیم کے جیسے اعمال کا بیان احکام کا بیان اخلاق کا بیان یہ کمال درجہ پر پہونچے ہوئے ہیں جس پر کوئی زیادتی متصور نہو جیسا کہ ایک چیز جب زمین سے شروع ہو کر آسمان تک پہونچ جاوے تو اس پر کوئی زیادۃ متصور نہیں۔

پھر تیسری نشانی کمال کی یہ فرمائی توتی اکلھا کل حین ہر ایک وقت اور ہمیشہ کے لئے وہ اپنا پھل دیتا رہے ایسا نہو کہ کسی وقت خشک درخت کی طرح ہو جاوے جو پھل پھول سے بالکل خالی ہے۔

اب دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فرمودہ الیوم اکملت لکم دینکم کی تشریح آپ ہی فرما دی کہ اسمیں تین نشانیوں کا ہونا از بس ضروری ہے سو جیسا کہ اس نے یہ تین نشانیاں بیان کی ہیں اس نے انکو ثابت کر کے بھی دکھایا ہے اب دیکھو کہ اصول ایمانیات میں سے جو پہلا اصل لا الہ الا اللہ ہے اور جس سے مراد کلمہ ہے اس کو اس قدر بسط کے ساتھ قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر وہ تمام دلایل جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہیں یہاں لکھے جاویں تو وہ سما نہ سکیں۔ مگر تاہم ہم تھوڑا سا نمونہ کے طور پر ذیل میں لکھتے ہیں جیسا کہ ایک جگہ یعنے دوسرے سپارہ میں فرماتا ہے

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحی بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔

یعنے تحقیق آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے اختلاف اور ان کشتیوں کے چلنے میں جو دریا میں لوگوں کے نفع کے لئے چلتی ہیں اور جو کچھ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور زمین میں ہر ایک قسم کے جانور بکھیر دئے اور ہواؤں کو پھیرا اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں مسخر کیا یہ سب خدا تعالےٰ کے وجود اور اسکی توحید اور اس کے الہام اور اس کے مدبر بالارادہ ہونے پر نشانات ہیں۔

اب دیکھئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس اصول ایمان پر کیسا استدلال اپنے اس قانون قدرت سے کرتا ہے یعنے اپنے ان مصنوعات سے جو زمین و آسمان میں پائی جاتی ہیں جنکے دیکھنے سے مطابق منشاء اس آیت کریمہ کے صاف صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بے شک اس عالم کا ایک صانع قدیم اور کامل اور وحدہ لاشریک اور مدبر بالارادہ اور رسولوں کو دنیا میں بھیجنے والا ہے وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہ تمام مصنوعات اور یہ سلسلہ نظام عالم کا جو ہماری نظر کے سامنے موجود ہے یہ صاف طور پر بتا رہا ہے کہ یہ عالم خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ اسکا ایک موجد اور صانع ہے جس کے لئے یہ ضروری صفات ہیں کہ وہ رحمان بھی ہو اور رحیم بھی ہو اور قادر مطلق بھی ہو اور وحدہ لاشریک بھی ہو اور

ازلی ابدی ہی- اور مدبّر بالارادہ بہی ہو- اور مستجمع جمیع صفات کاملہ بہی ہو اور وحی کو نازل کرنے والا بہی ہو-

دوسری نشانی یعنے فرعہا فی السماء جس کے معنے یہ ہیں کہ آسمان تک اسکی شاخیں پہونچی ہوئی ہیں اور آسمان پر نظر ڈالنے والے یعنے قانون قدرت کے مشاہدہ کرنیوالے اسکو دیکہہ سکیں اور نیز وہ انتہائی درجہ کی تعلیم ثابت ہو- اس کے ثبوت کا ایک حصہ تو اسی آیت موصوفہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب کہ اللہ جلشانہ نے مثلاً قرآن کریم میں یہ تعلیم بیان فرمائی ہے کہ الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین جسکے یہ معنے ہیں کہ اللہ جلشانہ تمام عالموں کا رب ہے یعنے علۃ العلل ہر ایک ربوبیت کا وہی ہے دوسرے یہ کہ وہ رحمان بہی ہے یعنے بغیر ضرورت کسی عمل کے اپنی ذات سے طرح طرح کے الآء اور نعماء شامل حال اپنی مخلوق کے رکہتا ہے-

اور رحیم بہی ہے کہ اعمال صالحہ کے بجا لانے والوں کا مددگار ہوتا ہے اور ان کے مقاصد کو کمال تک پہونچاتا ہے اور مالک یوم الدین بہی ہے کہ ہر ایک جزا سزا اس کے ہاتہہ میں ہے جس طرح پر چاہے اپنے بندہ سے معاملہ کرے چاہے تو اس کو ایک عمل بد کے عوض میں وہ سزا دے جو اس عمل بد کے مناسب حال ہے اور چاہے تو اسکی مغفرت کے سامان میسر کر دے یہ تمام امور اللہ جلشانہ کے اس نظام کو دیکہہ کر صاف ثابت ہوتے ہیں-

پہر تیسری نشانی جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی توتی اکلہا کل حین یعنے کامل کتاب کی ایک یہ بہی نشانی ہے کہ جن پہل کا وہ وعدہ کرتی ہے وہ صرف وعدہ ہی وعدہ نہو بلکہ وہ پہل ہمیشہ اور ہر وقت میں دیتی رہی اور پہل سے مراد اللہ جلشانہ نے اپنا لقاء مع اس کے تمام لوازم کے جو برکات سماوی اور مکالمات الٰہیہ اور ہر ایک قسم کی قبولیتیں اور خوارق ہیں رکہی ہیں جیسا کہ خود فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الایۃ وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پہر انہوں نے استقامت اختیار کی یعنے اپنی بات سے نہ پہرے اور طرح طرح کے زلازل انپر آئے مگر انہوں نے ثابت قدمی کو ہاتہہ سے نہ دیا ان پر فرشتے اُترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم کچہہ خوف نکرو- اور نہ کچہہ حزن اور اس بہشت سے خوش ہو جسکا تم وعدہ دیئے گئے تہے- یعنے اب وہ بہشت تم کو مل گیا اور بہشتی زندگی اب شروع ہو گئی کسطرح شروع ہو گئی نحن اولیاءکم اس طرح کہ ہم تمہارے متولی اور متکفل ہو گئے اس دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے اس بہشتی زندگی میں جو کچہہ تم مانگو وہی موجود ہے یہہ غفور الرحیم کی طرف سے مہمانی ہے مہمانی کے لفظ سے اس پہل کی طرف اشارہ ہے جو آیت توتی اکلہا کل حین میں فرمایا گیا تہا اور آیت فرعہا فی السماء کے متعلق ایک بات ذکر کرنے سے رہ گئی ہے کہ کمال اس تعلیم کا باعتبار اس کے انتہائی درجہ ترقی کیونکر ہے اسکی تفصیل یہہ ہے کہ قرآن شریف سے پہلے جس قدر تعلیمیں آئی تہیں وہ درحقیقت ایک قانون مختص القوم یا مختص الزمان کی طرح تہیں اور عام افادہ کی قوت ان میں نہیں پائی جاتی تہی لیکن قرآن شریف تمام قوموں اور تمام زمانوں کی تعلیم اور تکمیل کے لئے آیا ہے مثلاً نظیر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے- کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں بڑا زور سزا دہی اور انتقام میں پایا جاتا ہے جیسا کہ دانت کے عوض دانت اور آنکہہ کے عوض آنکہہ کے فقروں سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم میں بڑا زور عفو اور درگذر پر پایا جاتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ دونوں تعلیمیں ناقص ہیں نہ ہمیشہ انتقام سے کام چلتا ہے اور نہ ہمیشہ عفو سے بلکہ اپنے اپنے موقع پر نرمی اور درشتی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس لئے قرآن شریف نے یہ تعلیم دی کہ

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ومن عفا واصلح فاجرہ علی اللّٰہ

یعنے اصل بات تو یہ ہے کہ بدی کا عوض تو اسی قدر بدی ہے جو پہونچ گئی ہے لیکن جو شخص عفو کرے اور عفو کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کہ کوئی فساد یعنے عفو اپنے محل پر ہو نہ کہ غیر محل پر پس اجر اس کا اللہ پر ہے یعنے یہ نہایت احسن طریق ہے-

اب جاننے غور ہے کہ اس سے بہتر اور کونسی تعلیم ہو گی-

غرض یہ ہے مختصر سا نمونہ قرآن کریم کی تعلیم کے کامل ہونے کا دانشمند دل غور کریں اور فایدہ اٹہائیں-

سکندر شاہ آتشی کا کھیل بگڑ گیا

ہمہ کارش ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہمارے ناظرین نے سکندر شاہ کا نام سنا ہوگا جو آگ میں غسل کرنے کے جابجا اشتہار دیا کرتا ہے اور تھیٹریکل کمپنوں کیطرح اس تماشے کے دیکھنے والوں سے کچھ پیسے بھی وصول کر لیتا ہے۔ ہم کو ایسے بہان متی کے سے تماشے دکھانے والوں کے افعال پر کچھ نکتہ چینی کی کچھ بھی ضرورت نہوتی اگر اس کی یہ کارروائی آگ میں غسل کرنے کی (رباو صینعکہ قرآن شریف ربنا وقنا عذاب النار کی دعا سکہاتا ہے) صرف پیٹ کا دوزخ ہی بہرنے تک محدود ہوتی مگر اسنے پیٹ کے دوزخ کے پر کرنے کے لیے (جو اس کا اصل منشاء اور موضوع اس آگ کے غسل سے ہے) اس کہیل کو اپنی کرامت اور سادات بننے کا سارٹیفکٹ قرار دیا ہے اور لطف یہہ کہ حضرت اقدس سید نا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دعوت کی ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی شعبدہ بازی دکہائیں۔ یہ آگ میں پڑنا اور اس میں غسل کرنے اسی کو مبارک ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے عبد الدراہم لوگوں کی باتوں کی طرف کب توجہ کرنے لگے اور نہ اس سائینس کی روشنی کے زمانہ میں ان باتوں کی کچھہ وقعت ہو سکتی ہے۔

یہ کام اخبارات کا تہا کہ ایسے لوگوں کے ہتکھنڈوں سے پبلک کو آگاہ کریں مگر ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اخبار وکیل امرتسر کے علاوہ کسی اور نے اس طرف توجہ نہیں کی اخبار وکیل نے انہیں دنوں میں اسکی کرامت نمائی کی حقیقت کہول دی تہی۔

بہر حال یہ تو کوئی دانشمند قبول کر ہی نہیں سکتا کہ اس قسم کی شعبدہ بازی بھی کوئی کرامت ہو سکتی ہے ورآنحالیکہ یورپ اور امریکہ میں اس قسم کے حیرت انگیز تماشے دکہائے جاتے ہیں کہ ہزاروں سکندر شاہ کے خواب و خیال میں بھی نہوں گے۔ اور نہ انکی تفصیل کی اسجگہ ہمیں ضرورت ہے۔

مسلمان علماء اور عوام اہل اسلام کا ہی اس موقع پر یہ کام ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس شعبدہ باز کے خلاف عام نفرت کا اظہار کرتے کیونکہ اس کا یہ فعل (گو کیمسٹری کے معمولی اصول کے موافق ہی ہو) لیکن نام کرامت رکہنا اسلام کا استخفاف ہے کیا اسلام اس قسم کی کرامتیں ہی اپنے اندر رکھتا ہے؟ کچھہ شرم کرو۔ مگر علماء اور عوام کیوں خاموش رہے؟ اسکا راز یہ ہے کہ اس نے حضرت اقدس کا نام جو اشتہار میں لکھدیا تہا

افسوس! ایک مامور من اللہ کی عداوت سے انکی نوبت کہاں تک پہونچی اسبات کی پرواہ نہیں کہ اسلام کی توہین ہوتی ہے مگر یہ آرزو ہے کہ کسی طرح خدا کے راستباز کی توہین کی فکر ہو نادانو! اسکی توہین کون کرسکتا ہے جو خدا کی طرف سے معزز ہوکر آیا ہو اور جو انی مھین من اراد اھانتک کی صدا سُن چکا ہو۔

بہر حال یہ شخص مختلف مقامات پر گیا اور بہان متی کا کھیل دکہانے کے اشتہار دیتا رہا چونکہ خدا کے مامور کی توہین کرتا تہا اس لئے غیور خدا کب پسند کرسکتا تہا کہ اسکی پردہ دری نکرے چنانچہ کپورتہلہ میں اسکی کاٹھہ کی ہنڈیا اسی آگ میں جل گئی اور اُسے جلا گئی جیسا کہ ہم اس واقعہ کو اخبار عام سے اگلے اشو میں نقل کرینگے کہ کس طرح پر اس کی پردہ دری ہوئی۔ لوگ اسکو کچھہ سمجھیں مگر ہمارا ایمان ہے کہ اس کی یہ ذلت اور خواری محض اسوجہ سے ہوئی ہے کہ وہ خدا کے راستباز کی ذلت چاہتا تہا کیونکہ کئی سال سے اس نے یہ وتیرہ اختیار کر رکہا تہا مگر اس کی پردہ دری نہ ہوئی تہی اس نے حضرت امام موعود کی توہین چاہی اس لئے خدا کا وعدہ انی مھین من اراد اھانتک پورا ہوا۔ (باقی آئندہ)

نوٹس

کتب خانہ اور مطبع کا انتظام

مدت سے یہ سلسلہ بے ترتیب اور بے ضبط چلا آتا تہا۔ کتابوں پر جو کچھہ خرچ ہوتا اس کا عشر عشیر بھی وصول نہوتا۔ چھاپہ خانہ پر سو روپیہ ماہوار خرچ ہوتا۔ جناب امام علیہ السلام نے بارہا ایما فرمایا کہ اس مد کا انتظام احسن طور پر کیا جائے مگر ہر امر اپنے وقت پر موقوف ہوتا ہے۔ اب اس کارخانہ کا انتظام بالکلیہ حضرت اقدس نے حکیم فضل الدین صاحب کے اہتمام میں دیا ہے۔ امید ہے کہ حکیم صاحب موصوف اپنی معرفت و خبرو رسی اور تجربہ کاری کو اللہ تعالےٰ کی تائید سے کام میں لا کر ایسا انتظام کریں گے کہ یہ سلسلہ جو درحقیقت روحانی جنگ کا میگزین ہے بے کسی روک کے پیش آجانے کے اپنا خرچ اپنے اندر ہی سے نکالکر بڑی عمدگی سے ہوگا اور حضرت اقدس ہر روز کی مانگ کی توجہ سے سبکدوش ہو جائینگے تمام بہائیوں کو چاہیے کہ حضرت موعود علیہ السلام کی تصانیف کے متعلق خط و کتابت حکیم صاحب موصوف سے کیا کریں اور اسبارہ میں آئندہ حضرت کو تکلیف نہ دیں اور جس جس صاحب کے ذمہ کتابوں کے معاملہ میں کچھہ باقی ہو

عاجز عبد الکریم از قادیان ۲۴- اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

مختلف واقعات

حاجیوں کی دستگیری۔ وسط ایشیا ایران۔ ترکستان۔ اور روس سے جسقدر مفلس حاجی براہ تفلس باطوم و فارس۔ قسطنطینہ پہونچے وہ سب حسب الحکم حضرت سلطان المعظم ترکی جہازوں پر بلاکرایہ جدہ پہنچائے گئے انکو زادراہ بھی تقسیم کیا گیا تھا۔

ریلوے کے واسطے چندہ کوہ قاف کے مسلمانوں نے سلطنت عثمانیہ کو مطلع کیا ہے انھوں نے دمشق و مکہ ریلوے کے واسطے چار لاکھ نونک چندہ جمع کر کے روسی سفارت کی وساطت سے ٹرکش وزیر معاملات خارجیہ کو روانہ کیا ہے۔

رسم تاج پوشی آئندہ موسم سرما میں شہنشاہ ہند کی رسم تاج پوشی ادا کی جائے گی جس کا انتظام پریوی کونسل کی کمیٹی کو سپرد کیا گیا ہے جس میں کمیٹی کے ممبر ڈیوک آف کارنوالس و بارک۔ پرنس کرسچن ڈیوک آف نارفوک۔ آرک بشپ کنٹربری۔ لارڈ سپنسر۔ لارڈ کنز نگٹن۔ سر ولیم ہارکوٹ۔ سر ہنری کیمبل بنیرمین اور بشپ صاحب لندن شامل ہوں گے۔

وارث تاج روس زار روس کے کوئی نرینہ اولاد موجود نہیں ہے اسلئے وہ اپنی شاہزادیوں میں سے کسی کو وارث قرار دیں گے

نقرئی سکہ۔ ہندوستان میں اب نقرئی سکہ کی ٹکسالیں صرف برٹش ہند میں رہ گئی ہیں اور دیسی ریاستوں میں بالکل بند کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ مختلف قیمتوں کے روپیوں سے تجارت کو نقصان پہونچتا تھا۔ ایک دار الضرب کلکتہ میں اور دوسرا بمبئی میں ہے۔ سال گذشتہ میں ان ٹکسالوں میں پندرہ سولہ کروڑ روپے مضروب ہوئے تھے۔ جنمیں سے تین کروڑ بیس لاکھ دیسی ریاستوں کے واسطے تھے۔ آیندہ سکوں پر شاہ ایڈورڈ ہفتم کی شبیہ ہوگی جسکے سانچے طیار ہو رہے ہیں۔

سندھور جاترا۔ یہ رسم نیپال میں وزارت کی تبدیلی کے وقت ادا کی جاتی ہے ۲۲ ماہ گذشتہ کو مہاراجہ دیب شمشیر جنگ رانا بہادر جدید وزیر اعظم نیپال کے اختیارات حاصل کرنے پر ادا کی گئی۔ وزیر اعظم صاحب مع اپنے مصاحبوں اور اردلی کے تمام شہر کے کوچوں کے بیچ سے گذرے اور لوگوں نے ہر موقع اور قدم قدم پر ان پر گل افشانی کی اور سندھور اور سرخ رنگ ان پر ڈالا جو رعایا کی طرف سے تابعداری وفاداری اور جان نثاری کی علامت سمجھا جاتا ہے وزیر صاحب کے مصاحب اور باڈی گارڈ کے سپاہی جنگی وردیوں اور اسلحہ سے سجے ہوئے تھے۔ ہز ہائنس شاہ نیپال پرانے شاہی محل میں ان کا انتظار کر رہے تھے۔ بادشاہ کی نذریں پیش کرنے کے بعد وزیر اعظم مع خاندان شمشیر محل سے واپس آئے محل کے باہر عالیشان عماریوں والے ہاتھی ان کی سواری کے واسطے موجود تھے جنپر سوار ہو کر جلوس واپس گیا۔

اصلاح پولیس آخرکار گورنمنٹ ہند اصلاح پولیس کی طرف متوجہ ہوئی ہے جس کے واسطے ساڑھے سترہ لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے۔

روم اور اس کے دشمن بلگاریا کی جو مفسد کمیٹیاں مقدونیہ اور البانیا میں فساد برپا کرنے پر تلی ہوئی ہیں ان کی نسبت روسی وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ روسی ان مفسدوں کو کبھی اپنے وکیل ارادے پورے کرنے نہیں کر دیں گے ان کی نیتوں کے نتائج بد ان کے خوب ذہن نشین کئے گئے ہیں عام خیال ہے کہ شاہ فرڈینڈ بھی ان باتوں کو ناپسند کرتا ہوگا بلکہ سنا گیا ہے کہ اس نے ان لوگوں کی سرکوبی کا حکم دے دیا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ ترکوں سے مطلق نہیں ڈرتے۔ ملکی اور فوجی افسران کے ہم راز ہیں اور ترکوں کی ہر ایک کارروائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اگر یہ لوگ کھل کھیلیں تو سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ کے لئے ان کی گوشمالی کا موقع ملجائے۔ کیونکہ سلطنت موصوف ان کی حرکتوں سے غافل نہیں ہے اور گو اس نے کافی فوج پہلے ہی ان کی سرکوبی کے لئے وہاں رکھی ہوئی تھی تاہم بنظر احتیاط اور پچاس ہزار جوان اس طرف روانہ کئے ہیں۔

محکمہ ڈاک کی آمدنی پچھلے سال محکمہ ڈاک کی آمدنی دو کروڑ تین لاکھ روپیہ تھی۔ اور ایک کروڑ اکہتر لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔

رہن تاج انگلستان میں تاج شاہی ہنری سوم۔ ہنری پنجم۔ ایڈورڈ سوم اور رچرڈ ثانی کے عہد میں گرو رکھکر قرضہ لیا گیا تھا۔ ایک دفعہ فلانڈر کے سوداگروں نے دو ہزار پونڈ کو قرض دیا تھا۔ اسی طرح چارلس ثانی نے بھی اس کی کفالت پر قرضہ لیا تھا۔

کتب لٹریچر۔ اندنوں مستند مصنفوں کی تصنیفیں چار آنہ کو مل سکتی ہیں حالانکہ ایک ہزار برس پہلے کونٹس انڈر وز لٹریچر کی ایک جلد کے واسطے دو سو بھیڑیں۔ ایک بوجھ گیہوں کا۔ ایک بوجھ رائی کا۔ اور ایک بوجھ جوار کا دیا تھا۔

زمین کی قدر۔ لندن میں زمین کی قیمت انتہا درجہ تک بڑھ گئی ہے جسکی نظیر یہ ہے کہ اتھینیم کلب کے پٹہ کی میعاد ختم ہونے پر ۵۰۰ پونڈ سالانہ سے ۱۸۰۰ پونڈ سالانہ تک مقرر ہوا ہے اور جب اگر دیکھا گیا کہ ریفارم کلب کے متعلق زمین کا پٹہ ۴۲ سالوں کے بعد ۵۰۰ پونڈ سے ۴۰۰۰ پونڈ تک بڑھایا جائے گا۔

مختصر نوٹ اور خبریں

انگریزی میگزین گذشتہ اشاعت میں انگریزی ماہواری رسالہ کے متعلق ایک مفصل تحریر ہم شائع کر چکے ہیں۔ ہمارے ناظرین کو اگر یہ علم ہو گیا ہوتا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کسر صلیب کے لئے کس قدر فکر مند اور بیقرار ہیں تو اب تک وہ اس رسالہ کے اجرا کے لئے پوری سعی کر چکے ہوتے۔ تاہم آٹھسو ۸۰۰ کے قریب حصص کا بہم پہنچ جانا بڑی خوشی کی بات ہے۔ اب جو امر ہم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو سرمایہ جمع ہو جائے اور اس کی اشاعت شروع ہو۔ اگرچہ رسالہ کا اجرا اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء سے قرار دیا گیا ہے لیکن اگر سرمایہ اس سے بھی پہلے جمع ہو سکے تو پہلے بھی ممکن ہے سب سے پہلا مضمون جو میگزین میں نکلے گا انشاء اللہ العزیز یورپ کی علمی اور مذہبی دنیا میں ایک شور اور تنزلزل ڈالنے والا ہوگا۔ مضمون **یوز آسف** کے متعلق لکھا جائے گا۔ حضرت اقدس **امام علیہ الصلوٰۃ والسلام** اس مضمون کی ترتیب اور تقسیم پر غور فرما رہے ہیں اور انگریزی کتب سے ضروری نوٹ اقتباس کئے جا رہے ہیں۔ اب ضرورت ہے تو اس امر کی کہ بہت جلد سرمایہ جمع کرنے کی فکر کی جائے۔ دوستو۔ بھائیو! **خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا یہی وقت ہے دین کی خدمت جسقدر ہو سکے کر لو پھر یہ مبارک ایام نہ ملیں گے۔**

خدا کے راستباز کی کامیابی۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ اس کے مخالف اب براہین قاطعہ اور سلطان مبین سے مقابلہ کرنے سے ہار کر گندی گالیوں اور بیہودہ تحریروں اور اپنی موروثی سفاہت پر اتر آئے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے **شحنۂ ہند** کے ضمیمے پڑھے ہوں گے وہ خوب اندازہ کر سکتے ہیں کہ مخالفوں کے پاس اب کیا ہے ہم کو حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ اس قسم کے ناپاک اور غلیظ گالیوں سے بھرے ہوئے کاغذوں کے شائع کرانے میں وہ لوگ معاون و مددگار ہیں جو اپنے تقدس و اتقا کی لاف زنیوں پر بس نہ کر کے الہام اور خواب بھی بنا کرتے ہیں آہ! ان لوگوں کے اندرونے کیسے سیاہ ہو گئے ہیں کہ وہ نہیں سمجھتے ہم کیا کر رہے ہیں کیا وہ ہمیں کوئی ایسی نظیر بتا سکتے ہیں کہ اس قسم کی گالیوں سے کوئی مامور من اللہ بیخ پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ تو پھر اپنے آپ کو انسان ہی سمجھتے ہوں گے ہم کہتے ہیں کہ **مامور من اللہ** کی مخالفت میں **شیطان** جیسی خبیث روح بھی آخر تھک کر ہلاک ہو جاتی ہے۔

حضرت **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی مخالفت میں پہلوں نے کیا کر لیا وہ دودن کی لینے والے وہ کہ ہم نے ہی اس کو اونچا کیا ہم ہی اسکو گرائیں گے "آخر خود گر گئے۔ اور جس کو گرانا چاہتے تھے وہ **رفعنا لک ذکرک** کے وعدہ کے موافق معزز و مکرم ہی ہوتا گیا۔ پس نابکار مخالف یاد رکھیں کہ **خدا کا برگزیدہ مہدی معہود مسیح موعود** جیت گیا ہے اس کی نصرت کا ثبوت مخالفوں کی گندی تحریریں ہیں کیوں؟ اگر ان کے پاس معقول دلائل ہوتے اگر حجج بینہ ہوتے۔ ان کے منہ میں خدا کی زبان ہوتی۔ قرآن کریم کے معارف اور حقائق بیان کرنے کی قوت ملتی۔ کوئی فوق العادت نشان دکھا سکتے اس کے تحدیانہ مقابلہ میں آتے تو ہم سمجھ لیتے کہ ان کے پاس کچھ ہے۔

مگر اب تو ثابت ہو گیا کہ زبان عربی سے یہ جاہل اس لئے قرآن کریم کے حقائق و معارف سے بے نصیب۔ پیشگوئیاں اور آسمانی نشان تو بہت بڑا مرتبہ رکھتے ہیں وہ انہیں کہاں نصیب ہونے لگا۔ ان کی فحش اور گندی تحریروں نے بتا دیا ہے کہ انہیں حقائق سے مس نہیں ہے حضرت اقدس انسان کامل امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان ناپاک تحریروں کا ذکر سنکر فرمایا۔ "کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ایسی گندی اور ناپاک تحریروں کا جواب دیا جائے سفیہ اور رذیل آدمیوں کا جواب وہی دے جو سفیہ اور رذیل بن جائے ہمکو ضرورت ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط کریں۔ اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں۔"

الغرض

مخالفوں کی مخالفت کے طرز نے اعلان کر دیا ہے کہ خدا تعالےٰ کا قائم کردہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ جیت گیا اور مخالف سرنگوں ہو کر گھٹنوں کے بل گرے۔ الحمد للہ**

خدا سے کچھ تو ڈرو پیسہ اخبار باوجود اپنے ادعائی وقار اور متانت کے نہیں معلوم کیوں ایسی بے سروپا

باتیں اخبار میں درج کر دیتا ہے جنکو پڑھکر اس کی خفت اور سبکی ہو اپنے ۲۰ اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھتا ہے کہ جسکا مطلب یہ ہے کہ

مرزا صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کے لوگ بعض علماء سنت وجماعت سے عصاء موسیٰ کے مصنف کے خلاف فتویٰ حاصل کر نیمیں ہیں وغیرہ وغیرہ -

عصاء موسیٰ کے مصنف پر حضرت اقدس اور آپ کی جماعت کو فتویٰ لینے کی کیا ضرورت اور اس فتویٰ سے حضرت اقدس کو کیا فائدہ ؟ آگے حضرت اقدس کے خلاف مقلد غیر مقلدونکے بنائی ہوئے کافر اور غیر مقلد مقلدونکے بنائے ہوئے کافر موجود نہیں اگر عصاء موسیٰ کا مصنف علماء کے نزدیک اپنے اقوال کی وجہ سے کافر قرار پا گیا تو کیا ؟ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار نے اس پر عمل کیا کہ گھر سے آیا ہے بعجلت تامی اتنا نہیں سوچا کہ اس خبر کی تحقیق کر لیں -

اصل یہ ہے کہ عصاء موسیٰ کے مصنف نے بعض الہام جیسا ہم از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر - جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی بزرگی ثابت کرتا ہے شایع کئی ہیں - علماء کے نزدیک یہ قابل غور ہیں اس لئے ہم نے سنا ہے کہ انجمن منشار العلماء غور کر رہی ہے کہ ان پر فتویٰ تجویز کیا جائے اور اپنی طرف سے مصنف عصاء موسیٰ اینڈ کو بھی تگ ودو میں لگی ہوئی ہے کہ اپنی ممکنہ کوششوں سے علماء کو باز رکھیں - اسپر پارٹی مذکور نے اپنے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کا یہ شرمناک طریق اختیار کیا ہے کہ چلو اس فتویٰ کے محرک حضرت مرزا صاحب ہی کو قرار دیدیں شاید علماء اس وجہ سے ہی کچھ اعراض کر جائیں مگر وہ یاد رکھیں کہ اگر علماء کے سامنے یہ بحث آچکی ہے تو وہ ان چالوں سے باز آنے سے رہے - بہر حال ہم پیسہ اخبار کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسی خبروں کی تحقیق تو کر لیا کرے - خدا سے ڈر کر لکھا کرے - رہا یہ امر کہ سلسلہ مرزا صاحب کی طرف سے اس کتاب کے معقول جواب کا انتظار کر رہی ہے - یہ بھی صحیح نہیں ہے اس نامعقول کتاب کا جواب دینے کی تو کچھ بھی ضرورت نہیں ہے ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر ہی سے پوچھتے ہیں کہ اگر وہ بیجا عداوت ہمارے سلسلہ سے نہیں رکھتا تو وہ عصاء موسیٰ میں سے کوئی ایسا اعتراض پیش کرے جو مسودت اسپر مگر یا ہو یا بیجا و الدین یا ٹھاکر داس یا لیکھرام وغیرہ مخالفین اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ کیا ہو ؟ اگر عصاء موسیٰ کے ایسے ہی اعتراض ہوئے جو ان لوگوں نے کئے ہیں تو وہ سمجھے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے ؟ جو محض افترا بہتان ہوں

المعترض

ہم کو سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ مخالفت بیجا میں اتنے اندھے ہو گئے ہیں کہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے -

اے زمین و آسمان کے خدا تو ان لوگوں کی آنکھوں کو کھول تا یہ اس نور کو جو محض تیرے فضل سے ہم پر چمکا ہے دیکھ سکیں -

---

گلدستہ اخبار

ہندوستان

گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ بوئر قیدیوں میں سے جو ۳۰ اپریل تک احمد نگر پہونچنے والے ہیں اگر کوئی فرار ہو جائے تو جو کوئی اُسکو پکڑے گا ۵۰ روپیہ انعام پائے گا -

قیصر ہند نے لارڈ کرزن کو پریوی کونسل کے زمرہ میں شامل ہونے کا اعزاز بخشا مردم شماری کے کاغذ وغیرہ آٹھ ہزار ایکسو بیس من کاغذ صرف ہوا -

کلکتہ میں الیکٹریکل انجنیرز انسٹیٹیوشن کے اجلاس میں بیان کیا گیا کہ عنقریب جزیرہ ساگر اور سینڈز ہیڈز کے درمیان دریای ہگلی کے دہانہ پر عنقریب بلا تار پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوجائیگا ہائیکورٹ کی ایک شاخ لکھنؤ میں کھولنے کی تجویز ہے جسپر بہت جلد عملدرآمد ہو گیا -

پنجاب اور سرحد

گورنمنٹ پنجاب کے دفاتر ۵ مئی کو لاہور میں بند ہو کر ۲۰ کو شملہ میں کھلیں گے

اُمید کی جاتی ہے کہ جدید سرحدی ایجنسی کا انتظام یکم ستمبر سے شروع ہوگا -

دہلی میں برقی ٹریمیں بنانے اور برقی روشنی کرنے کی تجویز ہو رہی ہے لودھیانہ کے معزز اخبار سول ملٹری نیوز کے مالک ماسٹر غلام محی الدین صاحب کو پنجاب گورنمنٹ نے انکی قیمتی خدمات کے صلہ میں اعزاز کرسی نشینی عطا فرمایا - مبارک -

تجویز ہے کہ چائے کی پڑیاں بھی ڈاک خانوں کی معرفت فروخت ہوں ڈاکخانہ نہ ہوئے پنساری کی دکان ہوگی -

محسود وزیریوں نے ۴۸ ہزار روپیہ جرمانہ کا ادا کر دیا ہے لیکن ناکہ بندی پر سخت زور دیا جائے گا جب تک وہ ایک لاکھ کی پوری رقم ادا نہ کر دیں اور غالباً ستمبر یا اگست سے پہلے سارا جرمانہ وہ ادا نکر سکیں گے -

طاعون سیالکوٹ کی تحصیل رعیہ میں بھی

روزنامچہ آمد بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین فنڈ
مولوی فضل الٰہی صاحب تحصیلدار	عہ	
عبدالرحمن صاحب	عہ	
فضل الٰہی صاحب	عہ	
سردار خان صاحب	عہ	
مستری محمد بخش صاحب	عہ	
	۵	+
سید مہر شاہ صاحب پشاور	عہ	+
رحیم بخش صاحب عدلے والہ ضلع امرتسر	عہ	۸ر
معرفت محمد بخش صاحب کڑیانوالہ ضلع گجرات	۵	+
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لکھنؤ	۵	عا
رکن الدین احمد صاحب	+	۱۲ر
گلاب خان صاحب اورسیر	للعہ	عہ
محمد اسمعیل صاحب ٹیلیگراف ماسٹر	۵	+
نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر	عا	عہ
قیمت کتب کمیٹی معرفت حکیم فضل الدین صاحب قادیان	۵	+
معرفت نور الدین صاحب نقشہ نویس گوجرانوالہ	۵	+
معرفت ڈاکٹر محمد اسمعیل خان صاحب	۱۲ر	+
معرفت مولوی میر محمد سعید صاحب	۵	+
نعمت خان صاحب اسسٹنٹ پلٹن کیمپ لاہور	عہ	+
مولوی عنایت اللہ صاحب سیت پور	عہ	۸ر
غلام محی الدین صاحب پنشنر گورنمنٹ از لاہور	عہ	+
مولوی غلام قادر صاحب مدرس بنگا ضلع جالندھر	عہ	عہ
عطا محمد صاحب اورسیر	عمارت فنڈ	+
شیخ عبد الرشید صاحب کیمپ میرٹھ	+	۱۲ر

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین فنڈ
سید محمد علی شاہ صاحب قادیان	عا	+
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	۵ عمارت فنڈ	۲
کرم دین صاحب کلرک پلٹن ۲۲	عہ	+
غلام حسین صاحب سپاہی	۸ر	+
خدا بخش صاحب قصاب	۴ر	+
محمد اسمعیل صاحب نقشہ نویس دہلی	ے	+
مولوی عزیز الدین صاحب سجان پور	+	عہ
برکت اللہ صاحب انبالہ	عہ	+
جان محمد صاحب پولیس انبالہ شہر	عہ	+
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	عا	عا
معرفت حکیم محمد حسین صاحب بلیب گڑھ ... دہلی	۱۲ر	+
سید عبد الہادی صاحب اورسیر سیالکوٹ	+	عا
منشی محمد خان صاحب کپورتھلہ	+	عا
میاں بوٹا صاحب	+	عہ
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب	۵ عمارت فنڈ	+
صاحب راموپور		
زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی	عہ	عہ
شمس الدین محمد ابراہیم صاحب	عہ	۸ر
محمد اسمعیل صاحب اشیرو اور زین الدین ابراہیم صاحب	عہ	۴ر
سلیٹھ اسمعیل آدم صاحب	عہ	۱۲ر
معرفت قادر بخش صاحب و الٰہی بخش صاحب امرتسر ہاتھی دروازہ	للعہ	+

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین فنڈ
معرفت شاہ دین صاحب پٹواری فیض اللہ چک	+	۵
احمد دین صاحب بھیرہ	+	ے
شاہ دین صاحب از مردان	۱۲ر	عہ
سید محمد جیون علی صاحب و سید فرزند حسین صاحب	ے	عا
غلام محی الدین صاحب گوڈس کلرک پھلور	عہ	عہ
مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ملک آسام	۵	+
معرفت نذیر حسین صاحب	عہ	+
عالم شیر صاحب ملازم پلٹن ۱۲۲ بمبئی	عہ	+

کتاب عسل مصفّٰی کے شائقین کو خوشخبری

کتاب عسل مصفّٰی بالکل تیار ہو چکی ہے ۵۴۸ صفحہ تک مطبع میں جا چکی ہے شاید چند صفحے اور بھی ہوں۔ اس میں مسیح علیہ السلام نبی ناصری کی وفات اور مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی کا اثبات بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحت تمام کیا گیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن تھا ایک ایک مسئلہ کو ایک ہی جگہ بیان کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا گیا ہے جو ہماری جماعت کے لوگوں کو محسوس ہوتی تھی۔ مثلاً اگر لفظ توفی کی بحث ہوئی ہے تو وہی برابر چلی گئی ہے اور اگر رفع کی بحث ہوئی ہے تو وہی چلی گئی ہے۔ غرض جسقدر مسائل قرآن و احادیث و اقوال ائمہ میں آئے تھے وہ سب الگ الگ

گذارش ہے کہ بہت صاف پتہ لکھکر جلد مطلع کریں کہ کس قدر نسخے کتاب مذکورہ وی پی کر کے روانہ کئے جائیں ایک ہفتہ تک تو مجھے لاہور اردو بازار کے پتہ پر اور بعد ازاں تین ماہ تک دروازہ خیبو والا کے پتہ پر خطوط لکھیں تا کہ میں جھنگ کی واپسی کے بعد لاہور واپس آ کر سب احباب کو یکلخت کتابیں روانہ کر سکوں۔ والسلام خاکسار مرزا خدا بخش عفا عنہ لاہور بارود خانہ۔